REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

REGD. NO. P/GDP-3.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۴

شمارہ ۱۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقا پوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر۔

شرحِ چندہ

سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ روپے

ممالکِ غیر ۳۰ روپے

فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۵ ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ — ۸ ہجرت ۱۳۵۴ہش — ۸ مئی ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۵ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ربوہ سے جو تازہ اطلاع موصول ہوئی ہے وہ اندر کے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۵ ہجرت (مئی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے مع اہل وعیال بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

● —— حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ بخیر وعافیت سے ہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؞

—— ✲ ——

پکے ہوئے پھلوں سے لدی ہوئی ٹہنیاں آپ کا انتظار کر رہی ہیں

ربوہ میں جماعتِ احمدیہ کی ۵۶ ویں عظیم الشان مجلسِ مشاورت کے کامیاب ترین انعقاد (۲۸ تا ۳۰ مارچ) کے خاتمہ پر جماعتِ احمدیہ کے جلیل القدر امام نے اپنے ولولہ انگیز اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین سے بھرپور تاریخی خطاب میں جماعت کو اس امر پر مبارکباد دی کہ اس نے نہایت ہی صبر وثبات کے ساتھ ایک زبردست ابتلاء کے وقت اسلامی قدروں پر قائم رہتے ہوئے مظلومیت اور ستم رسیدگی کے باوجود خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔ اور مخالفینِ احمدیت کے ہاتھوں بے شمار مظالم کا تختۂ مشق بننے کے باوجود اشاعتِ اسلام کے لئے گذشتہ سال سے چھ لاکھ زائد بجٹ (دو کروڑ چھ لاکھ) بناکر مومنانہ عظمت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
ابھی تین صدیاں پوری نہیں ہوں گی کہ
اسلام دنیا میں غالب آجائے گا۔
جہاں تک میں سمجھتا ہوں پہلی صدی تیاری کی ہے۔
اور دوسری صدی غلبۂ اسلام کی ہے۔ جو کہ اب ہمارے سامنے ہے۔
ایسے وقت میں کمزوری دکھلانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
اچھی طرح سمجھ لو کہ
ہماری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔
اگر ہم خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے عائد شدہ ذمہ داریوں کو
پہلے کی طرح ادا کرتے رہیں گے
قربانیوں میں پیچھے نہیں ہٹیں گے۔
تو انشاء اللہ اسلام ضرور دنیا پر غالب آئے گا
اور وہ مقصد پورا ہو کر رہے گا
جس کے لئے خدا تعالیٰ نے مہدی معہود علیہ السلام کی جماعت کو قائم کیا ہے۔
جب تک یہ مقصد پورا نہیں ہوتا، ہر احمدی کو یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ
وہ قربانیاں پیش کرتا چلا جائے گا۔
خدا تعالیٰ کی انگلی اگلی صدی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔
پکے ہوئے پھلوں سے لدی ہوئی ٹہنیاں آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔
سو بشاشت کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جاؤ
یہاں تک کہ
ساری دنیا حضرت مُحمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جھنڈے تلے جمع ہوجائے ——!!

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان ؞

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ ہجرت ۱۳۵۴ ہش

فتنے اور صدقات ۔ لازم و ملزوم !

قسامِ ازل نے الٰہی جماعتوں کے لئے یہ امر مقدر کر رکھا ہے کہ وہ اپنی ابتداء اور بامِ عروج و ترقی پر پہنچنے کے درمیانی عرصہ میں انواع و اقسام کے مصائب اور ابتلاؤں میں سے گزرا کرتی ہیں ۔ انہیں قدم قدم پر مخالفتوں کے طوفانوں کا سامنا ہوتا ہے ۔ اور ہر نئی منزل کے موڑ پر تاریکی کے فرزندوں سے نبرد آزمائی کرنی پڑتی ہے ۔ اور جب تک وہ آزمائش و ابتلاء کی بھٹیوں میں سے گزر کر اس معیار پر پوری نہیں اُترتیں جو خدا نے لوحِ تقدیر پر ان کیلئے لکھ رکھا ہوتا ہے وہ نہ تو اپنے اندر پختگی پیدا کر سکتی ہیں اور نہ ہی الٰہی فضلوں کی مورد بنتی ہیں ۔ اور الٰہی جماعتوں کی لوحِ تقدیر پر جلی حروف میں جو کچھ قرآنی الفاظ میں لکھا ہے وہ یہ ہے کہ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ

اِس کے ساتھ ہی اگر قرآنِ پاک کی اس شہادت کو شامل کر لیا جائے تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

تاریخِ اُمم بلا استثناء ہر نبی کے دَور اور اس کی جماعت کے اِن حالات پر شاہد ناطق ہے ۔

دُور کیوں جائیں ! افضل الرسل سیدنا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو ہی لیجئے ۔ آپ کی مکّی زندگی کے تیرہ سالہ دَور کا ہر دن منکرین کی طرف سے ظلم و تشدد اور مومنین کی طرف سے صبر و استقامت کے شاندار مظاہرہ پر دال ہے ۔ آج جب ہم کفارِ مکّہ کی ان تمام ظالمانہ فتنہ سامانیوں کے درد انگیز حالات تاریخوں میں پڑھتے ہیں تو ہمیں اس امر پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ ان کفار نے مؤمنین پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کے لئے نِت نئے مظالم ایجاد کئے ۔ ایسے کہ اُن کے تصوّر سے ہی جسم و جان لرز جاتے ہیں ۔ لیکن یہ امر واقعی تعجب خیزی کے ساتھ ہمارے لئے سرمایۂ فخر و مباہات ہے کہ توحید کے علمبرداروں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے اس حوصلہ شکن اور صبر آزما تیرہ سالہ طویل دَور میں صبر و استقامت اور قربانی کا وہ عظیم الشان مظاہرہ کیا جو رہتی دُنیا تک تاریخِ مذاہب کی زینت بنا رہے گا ۔

پس آج جماعتِ احمدیہ کو جن حالات میں سے گزرنا پڑ رہا ہے یہ بیشک نہایت ہی حوصلہ آزما ہیں ۔ لیکن نہ تو خلافِ توقع ہیں اور نہ ہی الٰہی جماعتوں کو پیش آنے والے حادثات و حالات سے متضاد ہیں ۔ جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو کر دینِ محمدی کی اشاعت کا بیڑا اُٹھانے والا ہر احمدی روزِ اوّل سے ہی جانتا ہے کہ اُسے اپنی زندگی میں دین کی خاطر قربانیاں کرنے کے ساتھ بیشمار آلام و مصائب کی آزمائشوں میں سے گزرنا ہوگا ۔ لہٰذا وہ اپنے آپ کو ان تمام قربانیوں کے لئے تیار رکھتا ہے ۔

بہر حال جماعت کے لئے یہ ایام ایسے ہیں کہ جماعت کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پختہ تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے ۔ اور یہ تعلق قرآنی تعلیم کے مطابق اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ پر دل و جان سے عمل پیرا ہو کر ہی پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جسم اور رُوح کے ساتھ گر جانا ہی ہزاروں ہزار بندگانِ خدا کا آزمودہ نسخہ ہے ۔ جو اللہ تعالیٰ کے رحم اور تائید و نصرت کو جذب کر سکتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"دُعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے ۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے ۔ جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دُعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ۔ دُعا کا ٹھیک محل نماز ہے ...... بڑی بات جو دُعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے ۔ دُعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا اور اُسے اپنی طرف کھینچتا ہے ۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۵۹)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کے لئے ایک عرصہ تک ابتلاؤں اور فتنوں اور کڑی آزمائشوں میں سے گزرنا مقدر ہے ۔ حضور ؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی کتب میں بعض مقامات پر وضاحت کے ساتھ اور بعض مقامات پر کنایوں میں ایسی خبریں دی ہیں کہ ہماری جماعت کو یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ زرِ خالص ہے مخالفین کی جلائی ہوئی بھٹیوں میں سے گزر کر نکھرنا ہوگا ۔

ایسے ہی فتنوں کے بارہ میں حضور ؑ کا ایک الہام ہے اَلْفِتْنَةُ وَ الصَّدَقَاتُ (تذکرہ صفحہ ۸۰۴ طبع دوم) گویا فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جو آسمانی نسخہ ہمیں دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں متواتر قربانیاں کرتے چلے جائیں ۔ اور نہ تھکیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیں اپنی سکون بخش گود میں لے لے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پُورا ہو جائے کہ

"یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا ۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا ۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا .... اور ایک بڑا درخت

(آگے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

قادیان ۵ مئی : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ربوہ سے محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے جو رپورٹ ارسال فرمائی ہے وہ درج ذیل ہے :-

"حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی روز سے بخار نہیں ہے ۔ Urine کی انفیکشن بھی بہت کم ہو گئی ہے ۔ بلڈ یوریا بھی بفضلہ تعالیٰ نارمل ہو گیا ہے ۔ مگر بلڈ شوگر ابھی تک پوری طرح کم نہیں ہوئی ۔ احبابِ جماعت کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعاؤں میں لگے رہیں ۔ کمزوری ابھی کافی ہے ۔"

الحمد للہ کہ اب حضور کی صحت قدرے بہتر ہے ۔ احبابِ کرام اپنے پیارے امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ سجدہ ریز رہیں ۔ اور حسب توفیق و حالات صدقات بھی دیں ۔

حضرت مولوی سیّد وزارت حسین صاحب اورین وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اُورین سے بذریعہ تار یہ نہایت افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت مولوی سیّد وزارت حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام یکم مئی کو اُورین میں وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ آپ کی وفات کے ساتھ صوبہ بہار میں تاریخِ احمدیت کا ایک باب ختم ہو گیا ۔ مرحوم نے ۱۹۰۳ء میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا ۔ اور پھر ساری عمر احمدیت کی تبلیغ و اشاعت میں کوشاں رہے ۔ آپ صوبہ بہار کے ایک مشہور سیّد خانوادہ کے چشم و چراغ تھے ۔ اور دینی و دنیوی علوم سے آراستہ تھے ۔ قبولِ احمدیت کے بعد وہ اس صوبہ میں قافلۂ احمدیت کے سالاروں میں شامل ہو کر سلسلہ کی خدمات بجالاتے رہے ۔ ایک لمبے عرصہ تک وہ صوبہ بہار کے پراونشل امیر بھی رہے ۔ انہوں نے اپنی ساری اولاد کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا ۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر سیّد اختر احمد صاحب اورینوی اور محترم سیّد فضل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر نیشنل پولیس اکیڈمی حیدرآباد آپ کے بڑے فرزند ہیں ۔ اس کے علاوہ آپ کے چار فرزند اور ہیں اور وہ سب بھی خدا کے فضل سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور احمدیت کے فدائی ہیں ۔ محترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفرپور اور محترم سیّد غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم مظفرپور آپ کے داماد ہیں ۔ گویا یہ سارا خاندان احمدیت کا فدائی ہے ۔

اِدارہ بدر سیّد صاحب ؓ مرحوم کے خاندان کے تمام افراد کی خدمت میں تعزیت کرتے ہوئے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام بخشے ۔ اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۞

خطبہ جمعہ

جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹّی میں ضرور ڈالا جاتا ہے

خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۵۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دعویٰ تو یہ کریں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن ان کو

آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں

نہ ڈالا جائے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ کیا لوگ یہ وہم بھی کر سکتے ہیں۔ کیا مسلمان اس قسم کے خیالات میں مبتلا ہیں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے گا۔ انہیں تکالیف اور مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ انہیں ٹھوکریں نہیں لگیں گی۔ حالانکہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے۔ اگر یہ

قاعدہ کلیہ

نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ابتدائے اسلام میں یہ نہ فرماتا کہ تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تم دعوے تو یہ کرو کہ ہم ایمان لائے لیکن تمہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے۔ دعوائے ایمان اور ابتلاء و آزمائش لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی تحریک کے شروع میں ایک شخص ایمان لایا ہو اور وہ اپنے ایمان میں سچا ہو اور پھر آزمائشوں اور ابتلاؤں میں نہ ڈالا جائے اُسے ٹھوکریں نہ لگیں۔ وہ مخالفت کی آگ میں نہ پڑے۔

پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جب اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایک مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں تو انہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ اگر یہ سچ ہے کہ تم ایمان لائے ہو تو یہ بات بھی سچ ہے کہ تمہیں ابتلاؤں میں ڈالا جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں

کہ ..... ہماری جماعت اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتی کہ ایمان کے ساتھ ابتلاء اور آزمائشیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا خدا تعالےٰ نے ان سے بچاؤ کی بھی کوئی صورت بتائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو یہ بات مت نظر انداز کرو کہ تمہاری مخالفت کی جائے گی۔ تم پر ابتلاء اور مصائب آئیں گے۔ تمہیں بے حرمت کیا جائے گا۔ تمہیں بے وطن کیا جائے گا۔ لیکن اس نے اس کا کوئی علاج بھی بتایا ہے۔ ہم قرآن کریم دیکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں

خدا تعالیٰ نے اس کا علاج بھی بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ کہ جب تم پر مصائب آئیں ابتلاء اور آزمائشیں آئیں۔ ٹھوکریں لگیں تو اس کے دو ہی علاج ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اور وہ

صبر اور صلوٰۃ

ہیں۔ مگر یہ صبر و صلوٰۃ آسان بات نہیں اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ۔ یہ بڑی بوجھل چیزیں ہیں۔ مگر جو لوگ خاشع ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھل چیز کو اٹھانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دیکھ لو مسلمانوں میں کتنے نمازی ہیں وہ لوگ جو تقریریں کرتے ہیں کہ پاکستان میں

اسلامی دستور کا نفاذ

ہونا چاہیئے شاید پانچ نمازوں میں سے ایک آدھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر مساجد کو دیکھا جائے تو بہت تھوڑی مساجد آباد ہیں۔ اکثر مساجد غیر آباد ہوتی ہیں۔ زمینداروں کو لیا جائے تو ان میں نوے فیصدی وہ لوگ ہیں جو زمیندارہ کے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے۔ دوسرے اوقات میں وہ رسماً نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کو یہ ایک فضیلت حاصل ہے اور ہونی چاہیئے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص

نماز کی قدر

کو سمجھتا ہے لیکن وہ لوگ جو نمازوں میں سست ہیں وہ آخر کیوں سست ہیں اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بہت سی دقتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ یہ بڑی بوجھل چیز ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ بڑی آسان چیز ہے وہ خود کہتا ہے کہ یہ بڑی مشکل چیز ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ فرماتا ہے کہ جس شخص کے دل میں خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھ کو بھی خوشی خوشی اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دوسرے اوقات میں تو ممکن ہے کسی میں کبر ہو۔ غرور ہو۔ لیکن جب وہ مصائب میں پھنس رہا ہو۔ تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ پس ہماری جماعت کو

مشکلات کے مقابلہ میں

نماز کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میرے تو کبھی وہم میں بھی یہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی نماز چھوڑتا ہے۔ لیکن اگر کوئی احمدی ایسا ہے جو نماز کا پابند نہیں تو میں اسے کہوں گا کہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس وقت تم پر نماز گراں نہیں ہونی چاہیئے۔ مصیبت کے وقت لوگ دعائیں مانگتے ہیں گریہ و زاری کرتے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں جب زلزلہ آیا تو اس وقت ہمارے ماموں میر محمد اسماعیل صاحب لاہور میں پڑھتے تھے۔ آپ ہسپتال میں ڈیوٹی پر تھے کہ زلزلہ آیا۔ آپ کے ساتھ ایک ہندو طالب علم بھی تھا جو دہریہ تھا اور ہمیشہ خدا تعالےٰ کی ذات کے متعلق ہنسی اور مذاق کیا کرتا تھا۔ جب زلزلہ کا جھٹکا آیا تو وہ رام رام کر کے باہر بھاگ آیا۔ جب زلزلہ رُک گیا تو میر صاحب نے اسے کہا کہ تم رام پر ہنسی اڑایا کرتے تھے اب تمہیں رام کیسے یاد آ گیا؟ اس وقت خوف کی حالت جاتی رہی تھی زلزلہ ہٹ گیا تھا۔ اس نے کہا یونہی عادت پڑی ہوئی ہے اور منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔ پس

حقیقت یہ ہے

کہ مصیبت کے وقت خدا تعالےٰ یاد آتا ہے جس شخص کو مصیبت کے وقت بھی خدا تعالیٰ یاد نہیں آتا سمجھ لو کہ اس کا دل بہت شقی ہے۔ وہ اب ایسا لاعلاج ہو گیا ہے کہ خطرہ کی حالت بھی اسے علاج کی طرف توجہ نہیں دلاتی۔

پس اگر ایسے لوگ جماعت میں موجود ہیں جو نماز کے پابند نہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ وقت ایسا ہے کہ انہیں اپنی نمازوں کو پکا کرنا چاہیئے اور جو نماز کے پابند ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ اپنی نمازیں سنواریں اور جو لوگ اپنی نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ بہتر وقت دعا کا تہجد کا وقت ہے۔ نماز تہجد کی عادت ڈالیں۔ دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور فرمائے اور لوگوں کو صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ دشمن کیا کہتا ہے لیکن یہ ڈر ضرور ہے کہ جب اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ صداقت کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ پس ہماری

سب سے مقدم دُعا

یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور کر دے جو لوگوں کے صداقت قبول کرنے میں روک ہیں۔ اور ان کی توجہ اس طرف سے پھیر رہی ہیں۔ ابتلاء مانگنا منع ہے لیکن اس کے دور ہونے کے لئے دعا مانگنا سنّت ہے۔ اس لئے یہ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ وہ روکیں دور کر دے جو لوگوں کو صداقت قبول کرنے سے ہٹا رہی ہیں اور ہماری فکرمندیوں کو دور کر دے۔ ہاں وہ ہمیں ایسا بے فکر اور بے ایمان نہ بنائے کہ جس کی وجہ سے ہمارے ایمان میں خلل واقع ہو۔ درحقیقت

ایمان کا کمال یہ ہے

کہ انسان خوف اور امن دونوں حالتوں میں

خدا تعالےٰ کے سامنے جھکے۔ اگر کوئی شخص خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے تو خدا تعالےٰ بھی اسے امن دیتا ہے۔ لیکن جو مومن خوف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے امن کی حالت میں نہیں۔ خدا تعالےٰ اس کے لئے ٹھوکریں پیدا کرتا ہے اگر خدا تعالیٰ اسے مرتد کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے امن کی حالت پیدا کر دیتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ خدا تعالےٰ سے دُور ہو جاتا ہے۔ پس جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ

نماز سنوار کر پڑھیں

اور جو نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں وہ تہجد کی عادت ڈالیں۔ پھر نوافل کے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ پھر نہ صرف نوافل پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ خدا تعالےٰ نے لوگوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لئے ایک ماہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ روزے فرض ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان ایک ماہ جاگتا ہے اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی جگاتا ہے۔ ڈھول پٹتے ہیں اور اس طرح تمام لوگ اس مہینہ میں تہجد کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر ایک ہمسایہ روزہ کے لئے نہ اٹھتا تو دوسرا بھی نہ اٹھتا لیکن چونکہ ایک آدمی روزے کے لئے اٹھتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرا بھی بیدار ہو جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس طرح روزے فرض کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ سب لوگوں کو اس عبادت کی عادت پڑ جائے۔ پس اس قسم کی تدبیریں اور کوششیں جاری رکھنا بھی ضروری ہے ربوہ کی جماعت کے افسران اور عہدیداران محلوں میں تہجد کی تحریک کریں اور جو لوگ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہیں ان کے نام لکھ لیں اور جب وہ چند دنوں کے بعد

اپنے نفوس پر قابو

پالیں تو انہیں تحریک کی جائے کہ وہ باقیوں کو بھی جگائیں۔ جب سارے لوگ اٹھنا شروع ہو جائیں پیپے بجنے لگ جائیں تو کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نماز پڑھنے کو دل تو چاہتا ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے وہ بھی تہجد کے لئے اُٹھ بیٹھیں گے۔ رمضان میں لوگ اُٹھ بیٹھتے ہیں اس لئے کہ اردگرد شور ہوتا ہے۔ اکیلے آدمی کو اٹھائیں تو وہ سو جاتا ہے لیکن رمضان میں وہ نہیں سوتا اس لئے کہ اردگرد آوازیں آتی ہیں کوئی

قرآن کریم

پڑھتا ہے۔ کوئی دوسرے کو جگاتا ہے کوئی دوسرے آدمی سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں ماچس نہیں ذرا ماچس دے دو۔ ہمارے ہاں مٹی کا تیل نہیں تھوڑا سا مٹی کا تیل دو۔ ہمارے ہاں آگ نہیں آگ دو۔ کوئی کہتا ہے میں سحری کھانے کیلئے تیار ہوں روٹی تیار ہے؟ یہ آوازیں اس کا سونا دوبھر کر دیتی ہیں۔ وہ کہتا ہے نیند تو آتی نہیں لیٹا کیا ہے چلو چند نفل ہی پڑھ لو۔ رمضان بے شک بابرکت ہے لیکن رمضان میں

جاگنے کا بڑا ذریعہ

یہی ہوتا ہے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں اور وہ انسان کو جگا دیتی ہیں۔ ایک آدمی آٹھ بجے سوتا ہے اور اسے دو بجے بھی جاگ نہیں آتی۔ لیکن ایک آدمی بارہ بجے سوتا ہے لیکن تین بجے اُٹھ بیٹھتا ہے اس لئے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں۔ ذکر الٰہی کرنے کی آوازیں آتی ہیں۔ کوئی کسی کو جگا رہا ہوتا ہے اور کوئی کھانا پکا رہا ہوتا ہے اور اس کی آواز اُسے آتی ہے۔ اس لئے صرف تین گھنٹے سونے والا بھی اُٹھ بیٹھتا ہے۔

یہ ایک تدبیر ہے

جس سے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ پس مقامی عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ اس کا محلوں میں انتظام کریں اور پھر اسے باہر بھی پھیلایا جائے تا آہستہ آہستہ لوگ تہجد کی نماز کے عادی ہو جائیں۔ پھر اگر کوئی تہجد کا مسئلہ پوچھے تو اسے کہو کہ اگر تہجد رہ جائے تو اشراق کی نماز پڑھو۔ وہ بھی رہ جائے تو ضحیٰ پڑھو جو تہجد کی طرح دو سے آٹھ رکعت تک ہوتی ہے۔ اس طرح تہجد اور نوافل کی عادت پڑ جائے گی۔

صلوٰۃ کے دو معنے

ہیں نماز اور دُعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تم مدد مانگو صبر نماز اور دُعا سے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ کوئی شخص اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اگر خدا تعالیٰ ہے تو سیدھی بات ہے کہ اس سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں۔ تو یقیناً وہی شخص جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالےٰ ہے بے شک کسی کے ساتھ دُنیا کی سب طاقتیں ہوں، جلسے ہوں جلوس ہوں، نعرے ہوں، قتل و غارت ہو۔ قید خانے ہوں۔ پھانسیاں ہوں۔ لعنت و ملامت ہو لیکن جیتے گا وہی شخص کے ساتھ خدا تعالےٰ ہے۔ دلوں کی حالت کے متعلق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ۔ خدا تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے وہی دلوں کو بدل سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ انسان کے کیا خیالات ہیں اور ان کا ردّعمل کیا ہے۔ وہ دلوں کو جانتا ہے۔ وہ اعمال کو جانتا ہے اور ان کے ردّعمل کو جانتا ہے۔

خدا تعالےٰ کہتا ہے

کہ جو میری طرف آتا ہے اسے دلوں کی طرف ایک سرنگ مل جاتی ہے۔ آخر دلوں کو بدلنے کا کون سا ذریعہ ہے سوائے اس کے کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ خدا تعالےٰ نے اس کا ذریعہ صبر و صلوٰۃ مقرر کر دیا ہے۔ صبر کے یہ معنی ہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مقدم ہے اور باقی ہر ایک چیز مؤخر ہے۔ اس لئے وہ اس کے لئے ہر مشکل اور تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے۔ گویا صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور صلوٰۃ میں عشقیہ طور پر خدا تعالےٰ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صبر جبری محبت ہے اور صلوٰۃ طوعی محبت ہے۔ تم کچھ کام جبری طور کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا یہ چیز جبری ہے۔ مشکلات اور مصائب تم خود پیدا نہیں کرتے۔ دشمن

مشکلات اور مصائب

لاتا ہے اور تم انہیں برداشت کرتے ہو اور خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے۔ لیکن نماز طوعی ہے۔ نماز تمہیں کوئی اور نہیں پڑھاتا نماز تم خود پڑھتے ہو۔ پس تم صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہو اور نماز میں طوعی طور پر اس کا اظہار کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں تو محبت کامل ہو جاتی ہے اور

خدا تعالےٰ کا فیضان

جاری ہو جاتا ہے۔ پس تمہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ دعا مانگو خدا تعالےٰ کا دلوں پر قبضہ ہے وہ انہیں بدل دے گا۔

میں جب تم سے کہتا تھا کہ جماعت پر مصائب اور ابتلاؤں کا زمانہ آنے والا ہے اس لئے تم بیدار ہو جاؤ۔ اس وقت تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ تم ہنسی اڑاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بات نظر نہیں آتی۔ اور اب جب کہ فتنہ آگیا ہے۔ میں تمہیں

دوسری خبر دیتا ہوں

کہ جس طرح ایک بگولا آتا ہے اور چلا جاتا ہے یہ فتنہ مٹ جائے گا یہ سب کارروائیاں هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے آئیں گے اور وہ ان مشکلات اور ابتلاؤں کو جھاڑو دے کر صاف کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالےٰ فرماتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ میری مدد مانگو میں تمہیں مدد دوں گا۔ لیکن تم دو باتیں کرو۔ اوّل مصائب اور ابتلاؤں پر گھبراؤ نہیں۔ انہیں برداشت کرو۔ دوسرے

نمازوں اور دُعاؤں پر زور دو

تا مجھے پتہ لگ جائے کہ تمہاری محبت کامل ہو گئی ہے۔ اور جب تمہاری محبت کامل ہو جائے گی تو میں بھی الیتا بے وفا نہیں ہوں کہ میں اپنی محبت کا اظہار نہ کروں۔

(بدر ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء)

اخبارِ قادیان

● بدر کے گزشتہ شمارے میں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی کے قادیان آنے کی اطلاع شائع ہوئی تھی۔ افسوس ہے کہ اس میں ایک نام مکرم بی ایم بشیر احمد صاحب بنگلور کا درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ وہ بھی زیارت مقامات مقدسہ اور جماعتی کام سے تشریف لائے ہوئے ہیں

● مسٹر ابو بکر صاحب جو ایک نوجوان جرمن احمدی ہیں زیارت مقامات مقدسہ کے لئے یکم مئی کو تشریف لائے اور ۵؍۲ کو واپس چلے گئے۔

● مکرم مرزا عطاء الرحمٰن صاحب آف لنڈن مع اپنی اہلیہ محترمہ زیارت مقاماتِ مقدسہ کے لئے یکم مئی کو تشریف لائے۔

● مورخہ یکم مئی کو بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی کی زیر صدارت مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے دونوں گروپ کا مشترکہ تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔

میرا دین ـــــ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

از محترم حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالتِ انصاف

مَیں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر اور اُس کی تمام صفات پر صدقِ دل سے محکم اور پختہ یقین رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب، نقص، کمی، خامی، سُستی اور غفلت سے منزّہ اور پاک ہے اور تمام صفاتِ حسنہ سے بدرجۂ اُتم متصف ہے۔ جس سے بڑھ کر قیاس کرنا نہ صرف تصوّر میں نہیں آسکتا۔ بلکہ اُن پر پورے طور پر احاطہ کرنا بھی انسانی ذہن اور وہم و گمان سے بالاتر ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے تمام رسولوں پر پختہ یقین رکھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ تمام خیر و شر کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ کوئی پتّا بھی بجز اُس کے اِذن کے ہِل نہیں سکتا۔

مَیں ایمان رکھتا ہوں کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اِس کا تمام انتظام اور انصرام فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو قانون کا پابند کر کے انسان کی خدمت پر لگایا ہوا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ قانونِ قدرت کا مطالعہ کر کے انسان کائنات کے ہر حصّہ سے بیش از بیش فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم تمام کائنات کی کُل تفاصیل پر حاوی ہے۔ کوئی شے اُس کے علم سے باہر نہیں۔ وقت اور زمانہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر کوئی شے نہیں۔ باوجود اِس کے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت انسان کو خیر اور شر میں انتخاب کا اختیار دیا ہے۔ اور انسان اِس اختیار کو استعمال میں لا کر اللہ تعالیٰ کے قرب کے اعلیٰ مدارج (اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ توفیق سے) حاصل کر سکتا ہے۔

آفرینش کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن [illegible] پیدا کیا ہے اور اُسے اپنی زندگی [illegible] کے حصول کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ قوتیں اور استعدادیں عطا فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان اور کائنات کو ایک مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

انسان کی آفرینش کا مقصد یہ ہے۔ کہ انسان اپنے تئیں اپنے ظرف کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُسے مناسب اور موزوں استعدادیں اور قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کائنات کو قانون کا پابند کر کے اُس کی خدمت پر لگایا ہے اور انبیاء اور مرسلین کے ذریعہ زندگی کے ہر پہلو کے مناسب ہدایت کا چشمہ جاری فرمایا ہے۔

حضورؐ کی بعثت سے پہلے

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے پہلے جس قدر انبیاء مبعوث ہوئے اُن کے ذریعہ بھیجی ہوئی شریعتوں اور ہدایتوں کا حلقہ مختص القوم اور مختص الزمان تھا۔ بے شک، ان میں وہ تعلیمیں بھی تھیں جو ابدی صداقتوں پر مشتمل تھیں۔ مثلاً ہستیٔ باری تعالیٰ۔ توحیدِ الٰہی۔ حقیقت نبوت و رسالت غلبۂ حق اور ہر انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حصول کا امکان وغیرہ۔ لیکن ایسی تعلیمات اور احکام بھی تھے جو اُس قوم اور اُس زمانے ہی کے لئے مخصوص تھے۔ جن کی طرف پہلے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ وقت قریب آیا کہ بنی نوع انسان ایک قوم بننے والے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمالِ رحمت سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپؐ کے ذریعے وہ تعلیم نازل فرمائی اور بنی نوع انسان کو وہ ہدایت میسر فرمائی۔ جو تمام انسانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے کامل اور اَتم تھی اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام انسانوں کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا۔

تمام صداقتوں پر حاوی

قرآنِ کریم تمام اُن صداقتوں پر حاوی ہے۔ جو پہلے صحائف میں بیان کی گئی تھیں البتّہ قرآنِ کریم میں وہ تعلیمات چھوڑ دی گئی ہیں جو محض وقتی یا قومی تھیں اور جن کی اب ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ جو ابدی صداقتیں مرورِ زمانہ سے نظروں سے اوجھل ہو گئی تھیں یا فراموش کر دی گئی تھیں۔ اُن کو قرآنِ کریم میں پھر تازہ کر دیا گیا ہے اور آئندہ جن حکمتوں اور جن معارف کی انسان کو ضرورت تھی وہ قرآن کریم میں مہیّا کر دئے گئے ہیں اِس طور پر قرآنِ کریم تمام صداقتوں کا جامع ٹھہرتا ہے۔

قرآنِ کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم میں کسی قسم کی خامی یا کمی نہیں اور قرآن کریم کی کوئی ہدایت کوئی حکم (امر ہو یا نہی) زائد یا بے ضرورت نہیں۔

محکم اور پختہ یقین

قرآنِ کریم کی آیت کریمہ۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (سورۃ مائدہ آیت ۴) پر میرا محکم اور پختہ یقین ہے۔ قرآنِ کریم میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نمونے میں ہر نوع کی تمام وہ ہدایت موجود ہے۔ جس کی بنی نوع انسان کے کسی حصے کو کسی وقت بھی ضرورت پیش آسکتی ہے لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی انبیاء علیہم السّلام کی تعلیمات کے ساتھ ایسا ہوا اور قرآن کریم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اُمتِ مسلمہ میں بھی ہوا کہ اُمتِ مسلمہ نے قرآن کریم کی ہدایت کی روح سے غفلت برتنا شروع کی۔ حتّٰی کہ وہ کیفیت ہو گئی جس کو قرآن میں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا (سورۃ فرقان آیت ۳۱)

تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی پیشگوئیوں کے مطابق احیائے اسلام کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السّلام کی بعثت اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ماتحت ہوئی آپؑ کی بعثت کی غرض اسلام کا زندہ کرنا اور اُسے سب ادیان پر غالب کرنا تھی۔

رسولِ اکرمؐ خاتم النّبیّین ہیں

مَیں پختہ ایمان رکھتا ہوں کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ابتدائے آفرینش ہی سے خاتم النّبیّین ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیتِ کریمہ:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ؕ (سورۃ احزاب آیت ۴۱)

میں مذکور ہے۔ اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں مختلف پہلوؤں سے واضح فرمایا ہے۔ مثلاً فرمایا ہے

ہست اُو خیر الرُّسل خیر الانام
ہر نبوّت را بروشد اختتام

پھر فرمایا ہے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

یعنی ایک تو انسانیت اور نبوت کے تمام کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ اور اَتم سے اَتم درجے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں مجتمع تھے اور دوسرے یہ کہ حضورؐ کی بعثت سے ہر نبوّت اور ہر نبی ختم ہو گیا ہے۔

کسی قدر مختصر تشریح

اس حقیقت کی کسی قدر مختصر تشریح یہ بھی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل تمام الٰہی شریعتیں اور ہدایتیں اور تمام نبوّتیں اپنے اپنے حلقے میں زندہ اور جاری تھیں اور ہر قوم اپنے نبی کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی مکلّف تھی۔ مثلاً یہودی اور عیسائی حضرت موسیٰؑ کی تعلیم پر اور ان انبیاء کی تعلیم پر جو یکے بعد دیگرے حضرت موسیٰؑ کے بعد مبعوث ہوتے رہے۔ عمل کرنے کے مکلّف تھے۔ اِسی طرح زرتشتؑ نبی کی قوم جس کی طرف وہ مبعوث کئے گئے تھے ژند اوستا کی تعلیم پر عمل کرنے کی مکلّف تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی بعثت سے زرتشتؑ کی شریعت اور اُن کے احکام منسوخ نہیں ہوئے۔ نہ زرتشتؑ کی نبوّت کا اجراء ختم ہوا۔ اور یہی صورت باقی سب صاحبِ شریعت انبیاء کے متعلق تھی۔ جو مختلف زمانوں میں اور مختلف اقو[illegible] مبعوث ہوتے رہے۔ اُن کی اُمتیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت تک اپنی اپنی شریعت اور اپنے اپنے انبیاء کے احکام اور ہدایات پر عمل کرنے پر مکلّف تھیں اور اُن سب انبیاء کی نبوّتیں بھی جاری تھیں۔

ایک رُوحانی نظام

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی۔ زرتشتؑ کی کنفیوشس کی۔ بدھ کی۔ کرشن کی غرض تمام صاحبانِ شریعت اور تابع شریعت

انبیاء کی نبوتیں ختم ہو گئیں - اور تمام بنی نوع انسان پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور حضور کی لائی ہوئی شریعت پر اور حضور کی ہدایات پر عمل کرنا لازم ہو گیا- وہ سب شریعتیں اور نبوتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک زندہ اور جاری تھیں - لیکن حضور کی بعثت پر منسوخ اور ختم ہو گئیں اور آئندہ کے لئے صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور ہدایات جاری رہیں - اُس شریعت میں اور اُن ہدایات میں نہ ایک شوشہ کی زیادتی کی گنجائش ہے نہ کمی کی - مرورِ زمانہ سے خواہ حیاتِ انسانی کا خاکہ کس قدر تبدیل ہوتا چلا جائے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نمونہ سے ہر قسم کی ہدایت (جس کی کسی وقت بھی ضرورت پیش آئے) میسر آتی رہے گی -

لیکن یہ ضروری تھا کہ جب انسانوں کے ذہن قرآن کریم میں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نمونے سے ضروری اور مطلوبہ ہدایت حاصل کرنے سے قاصر رہیں تو ایک روحانی نظام کے ذریعہ وہ ہدایت حاصل ہوتی چلی جائے یہ نظام مجددین محدثین اور مصلحین کا نظام ہے -

ایک مصلح کا ظہور

قرآن کریم کی رو سے وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (سورۃ جمعہ آیت ۴) -
کی آیۂ کریمہ کے مطابق ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی غالب حکمت کے مطابق اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اُمّتِ مسلمہ میں ایک مُصلح کا ظہور مقدر تھا - جو بوجہ فنا فی الرسول ہونے کے ظلّی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی عکس ہو -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں اُس وجود کا نام مسیح اور مہدی بھی فرمایا گیا ہے - اس وجود کو ظلّی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے عکس میں بھی ملبوس ہونا تھا - کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اُس مسیح کا ذکر فرمایا ہے - اُس کے ساتھ ہر بار "نبی اللہ" کا لقب بھی شامل ہے - ایسے نبی کا اُمّتِ مسلمہ میں ظہور ختم نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ نبوت کے جاری رہنے کا مظہر ہے -

حضور کے دین کی شوکت

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تمام تعلیم آپ کی تمام ہدایات - آپ کی تمام جدوجہد - آپ کی ساری سعی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور حضور کے دین کے باغ کی سرسبزی وشادابی اور اس کی شوکت ہی کے لئے وقف تھی - آپ کی ساری تعلیم میں کہیں دور کا (خفیف سے خفیف) اشارہ بھی ایسا نہیں پایا جاتا - جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے انحراف کا یا اُس پر کسی قسم کی زیادتی کا شبہ ہو سکے - جیسے آپ نے فرمایا ؎

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و مقتدا
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

آپ نے بار بار اس امر پر زور دیا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا کیا گیا - وہ محض اور صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری اور حضور کے ساتھ کامل عشق ہی کے طفیل ہے -

مثلاً آپ نے فرمایا ؎

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمدؐ است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی است
وایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

مسیح موعود کی متابعت کا نتیجہ

حقیقت یہ ہے اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اور اُس کو گواہ رکھ کر پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھ ایسے عاجز - نابکار - گنہگار - غافل انسان کو جو محبت اور جو عشق (اور میں جانتا ہوں کہ یہ بھی "چھوٹا منہ اور بڑی بات" کی مثال ہے) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے وہ محض اور خالصۃً حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی متابعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال ذرّہ نوازی سے مجھے بخشا ہے - میں کسی طور ایک لحظہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ جس ذات کے ذریعہ میرے جیسے لاکھوں انسانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی عزت نصیب ہوئی - وہ خود فدائے رسول نہیں تھا اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجاتِ عالیہ میں کسی کمی یا تنقیص کا مجرم تھا -

عاشقانہ فریفتگی کا والہانہ اظہار

آپ کے کلام (نثر اور نظم دونوں) میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجاتِ عالیہ کی ایسی ایسی تفاصیل اور تشریحات ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ اس درجہ کی عاشقانہ فریفتگی کا والہانہ اظہار ہے جو کسی اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اُس درجہ کے قریب بھی نہیں پہنچتا - میں یہاں صرف ایک مثال کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں -

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
گر بجہ منسوبم کنند کس نیست الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشِ عظیم
در رہِ عشقِ محمدؐ ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

پاکستان پارلیمنٹ کا فیصلہ

یہ مختصر بیان میرے دین اور عقائد کا ہے - پاکستان کی پارلیمنٹ نے قرار دیا ہے کہ یہ دین اور عقائد رکھتے ہوئے میں پارلیمنٹ کے اراکین کی کثرت کے نزدیک آئین اور قانون کی اغراض کے لئے "مسلمان" نہیں ہوں میں اس کا جواب یہی دے سکتا ہوں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

پاکستان کی پارلیمنٹ کی اس قرارداد سے پہلے اور بعد اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور محبت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے بعض نے جماعت احمدیہ کے اراکین کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا - جس کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دشمنوں سے بھی روا نہیں رکھا - اس کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں کیونکہ اس کی تفصیل نہ صرف تمام پاکستان میں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک میں مشتہر ہو چکی ہے اور ابھی اِن کارروائیوں اور ایسی تحریکوں کا اختتام ہوتا نظر نہیں آتا طرح طرح کے مطالبات حکومت سے کئے جا رہے ہیں جنہیں دہرانا میرا مقصود نہیں - لیکن اُن کے متعلق میں اتنا ضرور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آئینِ پاکستان کے فقرہ نمبر ۲ کی رُو سے مجھے اپنے دین کے اعلان اس دین پر عامل ہونے - عامل رہنے اور اس کی اشاعت وتبلیغ کا حق حاصل ہے اور جیسے میں بیان کر چکا ہوں - میرے دین کا خلاصہ یہ ہے :

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ"

میرے دین کا نام پارلیمنٹ خواہ کچھ تجویز کرے - میرا حق ہے کہ میں اپنے دین کا (جس طور پر میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں) آزادانہ اعلان کروں اور اس پر عمل کروں اور اُس کی اشاعت کروں - مثلاً میں قرآن کریم کے اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے پر محکم یقین رکھتا ہوں - قرآن پاک کی تلاوت کرنا اُس کے علوم کی اشاعت کرنا - اُس کے احکام ونواہی اور اُس کی ہدایت پر عمل کرنے کی تلقین کرنا - اور خود اُن پر عامل ہونا اور عامل رہنا (جس قدر کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے) میرے دین کا حصّہ ہے - مجھے اس سے روکا نہیں جا سکتا -

میرے دین میں جو عبادات مقرر ہیں - اُن کو اخلاصِ نیّت سے اور سنوار کر ادا کرنا میرے دین کا جُزو ہے - نمازوں کے لئے جہاں تک ہو سکے مسجدوں میں حاضر رہنا - باجماعت نماز ادا کرنا - نماز کے تمام ارکان کو پورا کرنا مثلاً اذان - اقامت - قیام - رکوع اور سجدہ وغیرہ یہ سب میرے دین کا جزو ہیں - اسی طرح مساجد تعمیر کرنا اور مساجد کی تعمیر میں حصّہ لینا بھی میرے دین کا جُزو ہے -

اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کے متعلق مزاحم ہوتا ہے تو وہ آئینِ پاکستان کی خلاف ورزی کرتا ہے -

یہی صورت باقی سب ارکان اسلام اور احکام (اوامر ونواہی) کی ہے - ان تمام کی پابندی اور اُن پر عمل میرا جُزوِ ایمان ہے اور اُن کی کما حقہٗ ادائیگی کا مجھے آئین کی رُو سے پورا حق حاصل ہے -

مجھے یقین ہے

اگر باوجود آئین کی واضح دفعات کے شرارت پسند عناصر کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا اعادہ ہو - جن سے پاکستان بلکہ تمام دنیا کے شرفاء (جن تک اِن باتوں کا علم پہنچا ہے) اپنے دلوں میں بیزاری محسوس کرتے ہیں تو بھی مجھے یقین ہے کہ جیسے جماعتِ احمدیہ نے پچھلے سال کے آخری سات ماہ میں اپنے صبر اور استقامت کا ثبوت دیا ہے - آئندہ پیش آمدہ حالات میں بھی وہ اپنا ویسا ہی کردار قائم رکھیں گے -

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کبھی اپنے دِل میں کسی انسان کے متعلق دشمنی - بغض - حقارت یا نفرت کے جذبات محسوس نہیں کئے اسے بھی میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم شمار کرتا ہوں - یہی حالت اس وقت میرے دِل کی ہے - میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ جب تک وہ مجھے مہلت دیتا چلا جائے - وہ اپنے فضل سے اس حالت کو بھی قائم رکھے - اگر ایسے حالات پھر پیدا ہو جائیں - جن سے ہماری جانیں عزّتیں - آبروئیں - ہمارے اموال اور ہماری املاک خطرے میں پڑ جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسے امتحان میں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیتی چلی جائے گی - اور درپیش حالات سے کسی قسم کی گھبراہٹ میں مبتلا نہیں ہو گی - کیونکہ ہمیں جو تعلیم دی جاتی ہے اس کا اندازہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ان دو شعروں سے بخوبی ہو سکتا ہے ؎

سرِ تسلیم از سرِ مرواں چنیں خوف از دل افگندیم
کہ ما مُردیم ازاں نزد زبکہ دل از غیر برکندیم

(باقی ملاحظہ فرمائیے صلا)

قسط نمبر (۷)

دانشور کون ہے ؟

جناب عامر عثمانی صاحب مدیر "تجلّی" دیوبند کی دانشوری کا جائزہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حیات مسیحؑ اور مدیر تجلّی کی قرآن دانی

مدیر تجلّی دیوبند نے حیات مسیحؑ اور (انؑ) کے "رفع الی السّماء" کی تائید میں مندرجہ ذیل دلائل قرآنی بیان کئے ہیں۔ کہ

"سورۂ نساء کی آیت ۱۵۷ اور ۱۵۸ میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ کہ یہود حضرت عیسیٰ کو نہ قتل کر سکے نہ سولی پر چڑھا سکے۔ بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا اس کے بعد ۱۵۹ ویں آیت میں فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا۔

اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یہ غیبی اطلاع دے رہا ہے۔ کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے لازماً حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا۔ اور حضرت عیسیٰ قیامت کے دن اُن کے حال احوال کی گواہی دیں گے۔

دوسرا یہ کہ ہر اہل کتاب حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے اُن پر ایمان لے آئیگا۔ دوسرے مطلب کا تعلق اسی عقیدہ نزولِ مسیح سے ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ زمین پر بھیجے جائیں گے۔ اور یہاں اُن کی طبعی موت واقع ہوگی۔ اس موت سے پہلے اُن کے دور کا ہر ہر اہل کتاب حقیقت جان لے گا اور ایمان لے آئے گا۔ کہ بے شک مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوئے بلکہ اب تک زندہ تھے"

(تجلّی ماہ جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۲)

قارئین کرام! آپ نے بھی مندرجہ بالا آیات ابھی پڑھیں۔ کیا آپ کو ان آیات میں کہیں نظر آیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خدا تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔ اور یہ کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نازل ہوں گے؟ پس جب ان آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے اور وہاں زندہ رہنے کا بھی کوئی تذکرہ نہیں۔ تو اُن کے آسمان سے نازل ہونے کا مسئلہ کہاں سے پیدا ہو گیا جس کے بارہ میں مدیر تجلّی بیان کرتے ہیں۔ کہ "دوسرے مطلب کا تعلق اسی عقیدہ نزولِ مسیح سے ہے یعنی جب حضرت عیسیٰ زمین پر بھیجے جائیں گے"۔

نیز کیا یہ مدیر تجلّی کی طرف سے قرآن مجید میں لفظی و معنوی تحریف کا کھلا اور بیّن ثبوت نہیں۔؟ یقیناً ہے! اور کیا یہی تحریف قرآن دانی و قرآن فہمی ہے جس پر مدیر تجلّی کو ناز ہے؟ چونکہ یہ سوال مدیر تجلّی کو بھی خود کھٹک رہا تھا۔ اس لئے اُن کو اس سلسلہ میں اعتراف کرنا پڑا۔ کہ

"زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس آیت سے نزول مسیح کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں ایک اور مفہوم کی گنجائش موجود ہے۔" (تجلّی ماہ جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۱)

متذکرہ آیات قرآنی اور مولانا مودودی صاحب

مدیر تجلّی کے ممدوح و مجدد مولانا مودودی صاحب نے بھی جب متذکرہ بالا آیات قرآنی پر غور و فکر کیا۔ تو اُن کو بھی یہ اعتراف و اقرار کرنا پڑا۔ کہ

الف۔ "قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے۔ کہ اللہ اُن کو جسم و روح کے ساتھ کرّہ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا ہے اور نہ یہی صاف کہتا ہے۔ کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی۔ اور صرف اُن کی روح اُٹھائی گئی اس لئے قرآن کی بنیاد پر تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے۔ نہ اثبات"

(تفہیم القرآن جلد اوّل)

ب۔ "حیات مسیحؑ اور رفع الی السّماء قطعی طور پر ثابت نہیں۔ قرآن کی مختلف آیات سے یقین پیدا نہیں ہوتا۔"

(تقریر مولانا مودودی اچھرہ ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء)

پس جب قرآن مجید سے حضرت مسیح ناصریؑ کا زندہ آسمان پر جانا ہی ثابت نہیں۔ تو پھر اُن کے نزول جسمانی اور اصالتاً آمد ثانی اور اس سے متعلقہ و متفرعہ مسائل خود بخود بے اصل اور بے بنیاد ثابت ہو جاتے ہیں جس پر بنیاد رکھ کر مدیر "تجلّی" نے احمدیوں کے خلاف گرما گرمی کا اظہار کیا ہے!۔

آیات قرآنیہ پر ایک نظر

قارئین کرام! مدیر تجلّی کی طرف سے پیش کردہ آیات قرآنیہ کے ترجمہ پر آپ ایک سرسری نظر ڈالیں تو مندرجہ ذیل سوالات اُبھر کر سامنے آتے ہیں کہ:۔

۱۔ اگر یہود حضرت عیسیٰؑ کو نہ قتل کر سکے نہ سولی پر چڑھا سکے۔ بلکہ انہیں اللہ نے اپنی طرف "اُٹھا لیا" تو کیا جو شخص نہ مقتول ہو اور نہ مصلوب۔ وہ زندہ آسمان پر اُٹھا لیا جاتا ہے۔؟ کیا آنحضرت صلعم اور حضرت موسیٰؑ بھی آسمان پر زندہ ہیں۔ کیونکہ وہ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب؟ حالانکہ جو شخص مقتول و مصلوب نہ ہو۔ تو اُس کے لئے تیسری صورت یہ بھی تو ہو سکتی ہے۔ کہ وہ طبعی طور پر فوت ہوا ہے۔ پس متذکرہ بالا قرآنی الفاظ مسیحؑ کی طبعی وفات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۲۔ "اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا" کے الفاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا زندہ آسمان پر جانا کیسے ثابت ہو گیا؟ کیونکہ ان الفاظ میں "آسمان" اور "زندہ" اُٹھائے جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ نیز کیا اللہ آسمان پر ہے۔ جب کہ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

"وھو اللّٰہ فی السّمٰوٰتِ وَ فی الارض"۔ (انعام ع)

کہ وہ خدا آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔

اب جو شخص بھی فوت ہوتا ہے۔ تو اُس کے متعلق مختلف لوگ مختلف الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً یہ شخص اللہ کے پاس چلا گیا۔ یہ شخص دنیا سے اُٹھ گیا۔ یا اللہ نے اُسے اپنے پاس بُلا لیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے پاس اُٹھا لیا۔ اور سب کا مقصود و مطلوب صرف اس امر کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص فوت ہو گیا۔ اور "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھتے ہوئے اُس متوفی کے جسم کو زمین میں دفن کر کے آ جاتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا۔ کہ یہ شخص تو زندہ بجسم خاکی آسمان پر چلا گیا ہے! جب حضرت مسیحؑ کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوں۔ تو کیسے باور کر لیا جائے۔ کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے گئے!!

۳۔ "بل رفعہ اللّٰہ الیہ" کی آیت میں اگر لفظ "رفع" سے یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس سے مراد حضرت مسیحؑ کا زندہ بجسدہ العنصری جانا ثابت ہوتا ہے۔ تو پھر اس قرآنی آیت کا کیا مطلب ہوگا جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ فرمایا۔

"یٰعیسیٰ اِنّی مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ" (سورہ آل عمران ع)

کہ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے وفات دونگا۔ اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ پس اگر آیت مذکورہ بالا سے مسیحؑ کا رفع ثابت ہے۔ تو اس آیت سے اُن کی رفع سے قبل طبعی وفات بھی ثابت ہے۔ کیونکہ خدائی وعدہ میں ترتیب مذکور ہے۔ اور طبعی موت کے بعد "رفع" کے معنے سوائے درجات کی بلندی کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ چنانچہ قرآن مجید۔ احادیث۔ تفاسیر اور محاورہ عربی سے ثابت ہے۔ کہ لفظ "رفع" جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی انسان کی نسبت بولا جائے یعنی رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ مذکور ہو اور کوئی انسان اُس کا مفعول ہو۔ تو اس کے معنے ہمیشہ بلندی درجات اور قرب روحانی کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ جسم سمیت آسمان پر جانے کے! چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"یرفع اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم والذین اُوتوا العلم درجٰت"۔ (المجادلہ ع)

کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جو کہ مومن ہیں اور علم حقیقی رکھنے والے ہیں۔ درجات میں بڑھائے گا۔

اور اسی طرح حضرت ادریس علیہ السّلام کے بارہ میں فرمایا۔

"وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا" (مریم ع)

کہ ہم نے اُن کا رفع بلند مکان پر کیا۔ یعنی روحانی اعتبار سے ہم نے اُسے اعلیٰ مقام تک پہنچایا تھا۔ نہ یہ کہ اُن کو بھی زندہ آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے۔

الف۔ مَا تواضع احدٌ للّٰہ اِلّا رَفَعَہُ اللّٰہ (مسلم جلد ۲ مصری صفحہ ۳۲۱)

ب۔ اذا تواضع العبد رفعہ اللّٰہ الی السماء السابعۃ۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵)

کہ جب کوئی بندہ فروتنی اختیار کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے آگے گرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کا رفع فرماتا ہے۔ بلکہ حدیث ثانی کے بموجب اُسے ساتویں آسمان پر اُٹھا لیتا ہے۔

اب کیا عامر عثمانی صاحب یا اُن کے ہم نوا ان احادیث کا ترجمہ بھی یہی کریں گے۔ کہ متواضع انسان بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر چلا جاتا ہے۔ یا یہ کہ متواضع انسان کا روحانی رفع یعنی بلندی درجات ہوتے ہیں۔

ہم حیران ہیں۔ کہ جب توفّی اور رفع کے الفاظ مومنوں اور انبیاء کرام حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کے متعلق استعمال ہوں۔ تو یہ سب غیر احمدی علماء ان کے معنے وفات اور بلندی درجات کرتے ہیں۔ مگر جب یہ الفاظ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق استعمال ہوں۔ تو فوراً ان کے معنے اس جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے جانے کے کرتے ہیں۔ آخر یہ تفاوت معنی کیوں؟

آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اور مدیر تجلی

سورہ نساء کی آیت وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ کے معنے عامر عثمانی صاحب نے یہ کئے ہیں۔

"ہر اہل کتاب حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے اُن پر ایمان لے آئیگا" (تجلی جنوری ۱۹۷۵ء صفحہ ۶)

اور پھر خود ہی یہ نکالا ہے کہ

"حضرت عیسیٰؑ زمین پر بھیجے جائیں گے اور یہاں اُن کی طبعی موت واقع ہوگی اس موت سے پہلے اُن کے دَور کا ہر ہر اہل کتاب حقیقت جان لے گا اور ایمان لے آئیگا۔"

لیکن اگر ہم ذرا غور سے کام لیں۔ تو اس دلیل کا تمام پول کھل جاتا ہے۔ قرآن شریف کے الفاظ ہیں اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔ جس کے معنی ہیں۔ "تمام کے تمام اہل کتاب بغیر استثنا کے جس میں اہل کتاب کا ہر فرد شامل ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں لفظ اِنْ مِنْ حصر کے لئے آتے ہیں۔

اب اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ جس وقت مسیح نازل ہوں گے۔ اُس وقت جتنے یہودی ہوں گے سب کے سب ایمان لے آئیں گے۔ تب بھی اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ کا مفہوم پورا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ لاکھوں کروڑوں یہودی اس آیت کے نزول اور مسیح کی آمد کے درمیان فوت ہو گئے ہوں گے۔ وہ کس طرح ایمان لائیں گے۔؟ وہ تو بہرحال مستثنیٰ ہی رہیں گے۔ مگر آیت کے الفاظ کسی استثناء کے متحمل نہیں ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ جو معنی اس آیت کے غیر احمدی علماء کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ پس اگر مدیر تجلی کے پیش کردہ معنے درست ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُن سب اہل کتاب کو حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی تک رکھتا۔ تا وہ اُن پر ایمان لے آئیں۔ لیکن جب ایسا نہیں ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ مدیر تجلی کے پیش کردہ معنے ہی غلط ہیں۔

مدیر تجلی کا یہ کہنا کہ سب یہودی نہیں بلکہ "اُن کے دَور کا ہر ہر اہل کتاب ...... ایمان لے آئیگا۔" اُن کی اپنی طرف سے اضافہ قرآن ہے۔ کیونکہ آیت قرآنی میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرے یہود و نصاریٰ کے باہمی بغض و عناد کے بارہ میں قرآن مجید میں صاف لکھا ہے۔

(۱)۔ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ (المائدہ ع ۳)

(۲)۔ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (المائدہ ع ۹)

یعنی ہم نے یہود اور نصاریٰ میں دشمنی اور بغض ڈال دیا ہے۔ جو قیامت کے دن تک قائم رہے گا۔

پس ثابت ہوا۔ کہ ایسا کوئی وقت نہیں آئے گا۔ کہ جب یہود اور نصاریٰ بالکل معدوم ہو جائیں گے۔ بلکہ یہود و نصاریٰ قیامت تک رہیں گے۔ اور ان میں بغض و اختلاف بھی قیامت تک رہے گا۔ پس آیت زیر بحث کے یہ معنی کرنا کہ کوئی ایسا وقت آئے گا۔ جب تمام کے تمام یہود حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے۔ قرآن مجید کی صریح تعلیم کے خلاف ہے۔

چنانچہ احادیث میں صاف لکھا ہے۔ کہ اصفہان کے ستّر ہزار یہود دجال کے ساتھ ہوں گے۔ جو مارے جائیں گے۔ اگر سب اہل کتاب نے مسیحؑ پر ایمان لے آنا تھا۔ تو یہ ستّر ہزار کیوں بے ایمان رہ کر مارے جائیں گے؟ (ملاحظہ ہو رسالہ ختم نبوت مولانا مودودی صاحب صفحہ ۵۷ تا ۶۱)

کیا مدیر تجلی نے آیت زیر بحث سے چند آیات اوپر جہاں یہود کی شرارتوں اور بدبختیوں کا ذکر ہے۔ یہود کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا۔

"فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا" (النساء ع ۲۲) کہ یہ بہت کم ایمان لائیں گے۔ اِس حکم آیت کے ہوتے ہوئے آیت زیر بحث کے یہ معنی کرنا کہ سب ایمان لے آئیں گے کس طرح قرین قیاس ہو سکتا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ من ذالک۔ قرآن مجید میں اختلاف و تناقض ماننا پڑے گا! پس آیت زیر بحث کا عقیدہ نزول مسیح سے کوئی تعلق نہیں!!

آیت زیر بحث کے صحیح معنے

جب ہم آیت زیر بحث کے سیاق و سباق پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے پہلے یہود کے اس دعویٰ کا ذکر ہے۔ کہ انہوں نے مسیحؑ کو مصلوب کر دیا۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اصل میں مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ یہود کو غلطی لگی ہے۔ ہاں البتہ وہ مشابہ بالمصلوب ہو گیا۔ (کیونکہ انجیل سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب پر تو چڑھایا گیا۔ مگر وہ صلیب پر مرے نہیں۔ بلکہ زندہ اُتار لئے گئے ہاں البتہ زخموں کی تکلیف کی وجہ سے اُن پر غشی طاری ہو گئی۔ جس کی وجہ سے وہ مشابہ بالمصلوب تھے۔) اس لئے یہود کو یہ دھوکا لگا۔ کہ مسیحؑ واقعی صلیب پر مر گیا مگر یہود نے اِس معاملہ میں پوری تحقیقات سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صرف ایک ظن کی پیروی کرتے رہے۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یعنی ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے اس بات اور واقعہ پر ایمان رکھے گا۔ (کہ مسیح واقعی مصلوب ہو گیا۔) لیکن اُس کا یہ ایمان صرف اُس کی اپنی موت تک رہے گا۔ اور موت کے بعد اصل حقیقت آشکار ہو جائے گی کیونکہ موت کے بعد حقیقت کھل جاتا کرتی ہے۔ اور انسان کو اپنی غلطیوں کا علم ہو جاتا ہے۔

ہمارے پیش کردہ معنوں کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے۔ کہ آیت مذکورہ میں جو لفظ "مَوْتِهٖ" واقع ہوا ہے۔ اُس کی دوسری قرأت "مَوْتِهِمْ" آئی ہے۔ جو جمع کا صیغہ ہے اور جس سے صرف اہل کتاب ہی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ نہ کہ حضرت مسیحؑ۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔

"عن ابن عباس وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قال ھِیَ فی قراءۃ اُبَیّ قَبْلَ مَوْتِهِمْ" (تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۵)

یعنی حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ اُبی ابن کعبؓ کی قرأت میں "موتہٖ" کی جگہ "موتھم" کا لفظ آیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ "موتہٖ" کی ضمیر ہرگز حضرت عیسیٰؑ کی طرف نہیں جاتی بلکہ اہل کتاب کی طرف جاتی ہے۔ اور "بہٖ" کے لفظ میں جو ضمیر ہے۔ وہ اہل کتاب کے اس قول کی طرف جاتی ہے۔ کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ تو اس لحاظ سے آیت زیر بحث کے صحیح معنی یہ ہوں گے۔

"اہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ صلیب) پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے۔"

لفظ "اہل کتاب" میں یہودی اور عیسائی دونوں شامل ہیں۔ اور اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا۔ کہ ہر یہودی اور مسیحی اپنی موت سے پہلے پہلے یہ مانتا رہے گا۔ کہ مسیحؑ صلیب پر مر گئے ہیں۔ یہودی اِس لئے کہ وہ نعوذ باللہ مسیحؑ کو لعنتی ثابت کرنا چاہتے اور عیسائی اس لئے کہ وہ مسئلہ کفارہ کی بنیاد حضرت مسیح کے واقعہ صلیب پر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب اِن اہل کتاب میں سے کوئی شخص وفات پا جائیگا۔ تو اُس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائیگی۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ وہ صلیب سے زندہ اُتر آیا تھا۔

آیت زیر بحث کا اگلا حصّہ "وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا" (کہ مسیح اہل کتاب پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔) بھی ہمارے پیش کردہ معنوں کی تائید کرتا ہے۔ کہ اہل کتاب اسی خیال پر جمے رہیں گے۔ کہ مسیح درحقیقت صلیب پر مر گیا ہے۔ لیکن قیامت کے دن جب تمام مُردے اُٹھائے جائیں گے تو مسیحؑ اُن کے خلاف بطور ایک گواہ کے کھڑا ہوگا۔ اور اُن کو بتا دے گا۔ کہ اس صلیبی موت کے متعلق اُن کا خیال غلط تھا۔ یہ آیت بھی خود وفات مسیح کی دلیل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مسیح کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ اہل کتاب پر قیامت کے دن بطور شہید و گواہ کے پیش ہوگا۔ اگر مسیحؑ نے قیامت سے پہلے بھی اُترنا تھا تو پھر قیامت کے دن گواہی دینے کا مفہوم باطل ٹھہرتا ہے۔

مسیح موعود کا ظہور

الغرض آیت زیر بحث کا سیاق و سباق، اور موتہٖ کی جگہ موتھم کی دوسری قرأت اور قرآن مجید کی محکم آیات ہم کو مجبور کرتی ہیں۔ کہ ہم عامر عثمانی مدیر تجلی کے معنوں کو غلط قرار دیں۔ لہٰذا جن آیات کا غلط مفہوم لے کر اور اُس پر بنیاد رکھ کر اور قرآن میں لفظی و معنوی تحریف کر کے مدیر تجلی نے حضرت مسیح کی حیات۔ رفع الی السماء اور نزول من السماء کا نظریہ و عقیدہ پیش کیا تھا۔ وہ نظریہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہ ہو سکا۔ پس جب حضرت مسیحؑ زندہ ہی نہیں۔ تو اُن کے اصالتاً دوبارہ واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں احادیث کے مطابق آنے والا مہدی اور مسیح اِسی اُمّت محمدیہ میں سے آنے والا تھا۔ جو عین وقت پر آیا۔ اور بڑی تحدّی کے ساتھ اپنے دعویٰ کو پیش کیا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حلفیہ طور پر اعلان فرماتے ہیں:۔

(۱) "میں اُس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے۔ جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہے۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۳)

ب۔ "مجھے خدا کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے۔ کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔" (اربعین ۱ صفحہ ۳)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کے اِس دعویٰ مسیح موعود کو سُن کر (جو آپ نے چودھویں صدی کے آغاز میں کیا) علماء زمانہ نے خوب تکذیب و تکفیر کی۔ اور عوام کو حضرت مسیحؑ ناصری کی موہوم آمد ثانی اور نزول من السماء کی اُمید دلا کر بہلاتے رہے۔ اور یہ چودھویں صدی گزرتی رہی کہ اب اِسی صدی کے ختم ہونے میں صرف پانچ سال باقی ہیں۔ حال ہی میں عامر عثمانی صاحب مدیر تجلی نے بھی مسیح کے نزول

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ۱۱)

جماعت ہائے احمدیہ بنگلہ دیش کے باونویں ۵۲ جلسہ سالانہ کی روئداد

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی احمد صادق صاحب محمود مربی جماعت احمدیہ ڈھاکہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت ہائے احمدیہ بنگلہ دیش کا باونواں سالانہ جلسہ ذکر الٰہی وانابت الی اللہ اور اخوت اسلامی کے روح پرور ماحول میں مورخہ ۱۴؍ ۱۵؍ اور ۱۶؍ مارچ ۱۹۷۵ء بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار کو دارالتبلیغ ۴ بخشی بازار روڈ ڈھاکہ میں بخیر وخوبی کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ الحمدللہ۔

اس جلسہ کے لئے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت احباب جماعت کے نام ایک نہایت ایمان افروز محبت ونصیحت بھرا پیغام ارسال فرمایا جو حاضرین جلسہ میں پڑھ کر سنائے جانے کے علاوہ بنگلہ زبان میں اس کا ترجمہ چھپا کر تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں مقامی جماعت کے پندرہ روزہ رسالہ "احمدی" کے سالانہ جلسہ نمبر میں بھی شائع ہوا۔

ملک کے تمام اطراف وجوانب میں پھیلی ہوئی ۷۷ احمدیہ جماعتوں سے تقریباً تین ہزار مرد وزن نے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ جلسہ سے تین روز قبل ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ امسال گزشتہ تمام سالوں کی نسبت بہت زیادہ احباب جن میں غیر احمدی دوست بھی شامل تھے' ڈھاکہ سے باہر کی جماعتوں سے تشریف لائے۔ یوں بھی الٰہی جماعت ترقی پذیر ہے۔ جیساکہ دوران سال خصوصاً پاکستان میں گزشتہ ہنگامہ وکفربازی کے دنوں میں تین نئی جماعتوں کا بفضلہ تعالیٰ قیام عمل میں آیا۔ علاوہ ازیں جلسہ کے موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سُننے کا شوق اور حضور اقدس کی منظوری کے بموجب مدت مکوید کے بعد دائمی مرکز قادیان شریف سے بزرگان (حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ وتبلیغ مع دو مبلغین کرام) کی متوقع آمد بھی جلسہ میں احباب کی حاضری میں اضافہ کا موجب ہوئی۔ اگرچہ بمنشائے ایزدی نامساعد حالات کی وجہ سے مذکورہ بزرگان جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے۔ تاہم بفضلہ تعالیٰ یہ تاریخی جلسہ اپنے روحانی مقاصد کے لحاظ سے ہر رنگ میں کامیاب و بابرکت ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ کے پہلے روز بعد اجلاس اوّل چھ بیعتیں ہوئیں اور جلسہ کے باقی دو دنوں میں مزید بائیس بیعتیں ہوئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل یہ بھی ہوا کہ ہزاروں میل دور جزیرہ ماریشس سے وہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد مکرم عبدالرحمان عبدالمجید صاحب حسن اتفاق سے ٹھیک جلسہ کے دوسرے روز پہنچے اور جلسہ کے آخری اجلاس میں "جزیرہ ماریشس میں احمدیت" کے موضوع پر آدھ گھنٹہ کی اپنی پُر از معلومات تقریر کے ذریعہ حاضرین جلسہ کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے۔

جلسہ گاہ کو بلکہ تمام احاطہ دارالتبلیغ کو مناسب رنگ میں ہر ممکن طریق سے سجا کر جاذب نظر بنایا گیا تھا۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا حسب معمول خاطر خواہ انتظام رہا۔ اگرچہ ملک میں اناج کی قلت اور ہوشربا گرانی خوف و ہراس کا موجب ہو رہی تھی مگر بفضلہ تعالیٰ اسی قدر آسانی و فراوانی اور خوش اسلوبی سے ہر ضرورت حقہ پوری ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

اس سہ روزہ سالانہ جلسہ کے اندر مستورات کے ایک اجلاس کے علاوہ چار اجلاسات منعقد ہوئے۔ جن میں چھبیس تقاریر ہوئیں۔ ہر تقریر بفضلہ تعالیٰ مناسب حال و مدلّل اور مؤثر تھی۔ ذیل میں اجلاسوں کی روئداد اختصاراً قلمبند کی جاتی ہے۔

اجلاس اوّل

پہلا اجلاس مورخہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۷۵ء کو بعد نماز جمعہ ۲½ بجے زیر صدارت محترم مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش تلاوت قرآن پاک (سورۃ الشمس) کے ساتھ شروع ہوا جو خاکسار نے کی۔ اس کے بعد درثمین سے مکرم عبدالستار صاحب نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر کے ساتھ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کا حاضرین جلسہ پر ایک خاص اثر تھا۔ (یہ پیغام بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے) اس کے بعد "انسانی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ضرورت" کے موضوع پر خاکسار (احمد صادق محمود۔ مربی سلسلہ) نے تقریر کی۔ (یہ تقریر چھپے ہوئے پروگرام کے مطابق محترم الحاج مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ بمبئی نے کرنی تھی مگر آپ تشریف نہیں لا سکے۔)

اس کے بعد "ایمان اور عمل صالح" کے موضوع پر مکرم جناب غلام احمد خان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چٹاگانگ نے تقریر کی۔ بعدہٗ "انسان کامل" کے موضوع پر مکرم شاہ مستفیض الرحمان صاحب وائس پرنسپل سٹی کالج نے تقریر کی۔ اور پھر محترم مقبول احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ نے "وفات مسیح" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہٗ "دجّال و یاجوج ماجوج" کے موضوع پر مکرم مولوی سید اعجاز احمد صاحب فاضل مربی سلسلہ نے تقریر کی۔ اور آپ کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر کا موضوع تھا "اسلام کا ہی دوسرا نام احمدیت ہے۔" جو مکرم جناب صلاح الدین خوندکار صاحب نے کی۔ ہر تقریر چالیس منٹ کی تھی۔ اور بعد مغرب سات بجے یہ اجلاس بفضلہ تعالیٰ خیر وخوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس دوّم

مورخہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ صبح ۸ بجے تا ۳۰-۱۱ بجے دوپہر مستورات کا اجلاس پردے کے انتظام کے ساتھ ہوا۔ جس میں محترم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی۔

اجلاس سوّم

یہ اجلاس مورخہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ ۳۰-۲ بجے زیر صدارت مکرم جناب مقبول احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک (سورۃ البروج) مولوی سید علی صاحب غازی نے کی۔ اور درثمین سے مولوی سلیم اللہ صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی بعدہٗ "لقائے الٰہی کے طریق" کے موضوع پر محترم الحاج ڈاکٹر عبدالصمد خان صاحب چودھری (نائب امیر بنگلہ دیش) نے تقریر فرمائی۔ اور مکرم جناب عبیدالرحمان صاحب قائمقام نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش نے "مقام محمدیت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد "تربیت اولاد" کے موضوع پر مکرم الحاج احمد توفیق چوہدری صاحب نے تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم جناب بدرالدین صاحب ایڈووکیٹ رنگپور نے "حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں کی ایک جھلک" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہٗ "ذکر حبیب" کے عنوان سے مکرم جناب بدیع الزمان صاحب بھیاں (ریٹائرڈ پروفیسر ایگریکلچر میمن سنگھ) نے تقریر کی۔ اس کے بعد "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کے موضوع پر مکرم جناب چوہدری علی قاسم صاحب (ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائرکٹر بیورو آف انٹی کرپشن) نے تقریر کی۔ اور اس اجلاس کی آخری تقریر تھی "موعود اقوام عالم" (جو الحاج مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ کے لئے پروگرام کے مطابق مقرر تھی۔ مگر ان کے نہ آسکنے کی وجہ سے) مکرم مولوی فاروق احمد صاحب فاضل مربی سلسلہ نے کی۔ اور اس طرح یہ اجلاس ۱۵-۷ بجے شام بخیر وخوبی ختم ہوا۔

اجلاس چہارم

یہ اجلاس مورخہ ۱۶؍ مارچ ۱۹۷۵ء بروز اتوار ۸ بجے صبح زیر صدارت الحاج ڈاکٹر عبدالصمد خان چوہدری صاحب تلاوت قرآن پاک (سورۃ الصف) کے ساتھ شروع ہوا۔ جو مکرم حافظ محمد ابراہیم صاحب نے کی۔ بعدہٗ جناب عبدالوحید صاحب نے کلام محمودؓ سے نظم پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد "احمدی نوجوانوں کا مطمع نظر" کے عنوان پر مکرم جناب بی اے ایم عبدالستار صاحب ایم اے بی ایل (فائنینشل آفیسر بنگلہ دیش ریلوے) نے تقریر کی۔ بعدہٗ "اسلام میں عورت کا مقام" کے موضوع پر مکرم جناب عبدالستار صاحب ایم اے نے تقریر فرمائی۔ پھر مولوی مصلح الدین صاحب ایم اے (لیکچرار) نے "موجودہ خلیفہ اور تائیدات الٰہیہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ "عالمگیر عذاب اور نجات کی راہ" کے موضوع پر مکرم امیر حسین صاحب نے تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر "الٰہی خلافت" کے موضوع پر مکرم جناب مطیع الرحمان صاحب سکرٹری مال جماعت احمدیہ ڈھاکہ نے کی۔

اجلاس پنجم

سہ روزہ جلسہ کے آخری روز کا یہ اختتامی اجلاس مورخہ ۱۶؍ مارچ ۱۹۷۵ء بروز اتوار تین بجے بعد دوپہر تا ساڑھے سات بجے شام محترم مولوی محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی صدارت میں منعقد ہوا۔ قرآن پاک کی تلاوت (سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات) مولوی محبوب الرحمان صاحب نے کی۔ اس کے بعد کلام محمودؓ سے جناب عبدالستار صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ "ذکر الٰہی" کے موضوع پر مکرم مولوی اے کے ایم محب اللہ صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کی۔ آپ کے بعد "اسلام۔ دین فطرت" کے موضوع پر مکرم شاہ مستفیض الرحمان صاحب نے تقریر کی۔ (یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس موضوع پر تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے لئے رکھی گئی تھی) بعدہٗ "معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام" کے موضوع پر مکرم سلیم اللہ صاحب معلم جماعت احمدیہ نے تقریر کی

(آگے دیکھئے صفحہ [illegible] کالم [illegible])

وہ پھول ـــــ جو مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

عنوان لکھ کر سر بگریباں ہوں۔ یہ حادثہ بیان کروں تو کیوں کر۔ شدّتِ درد سے دل بھرا جا رہا ہے۔ اس مرجھانے والے پھول کے رنگ و نکہت کو بیان کرنے کے لئے الفاظ تلاش کر رہا ہوں۔ کچھ الفاظ سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن غم کا ریلا آتا ہے۔ اور الفاظ کو اپنی زد میں لے لیتا ہے۔ مگر مجھے بہر حال یہ فرض ادا کرنا ہے۔ اور اپنے اس مرحوم بھائی کا حق ادا کرنا ہے۔

پرندوں کے شکار کے لئے نکلا ہوں۔ قادیاں سے سات میل کے فاصلے پہ نہر کے کنارے شیشم کے درختوں کے سائے تلے ایک پرانی زنگ خوردہ ٹوٹی پھوٹی سی سائیکل نظر آتی ہے خستگی اور کہنگی کی شکار ـــــ کوئی مالک اس سائیکل کا نظر نہیں آ رہا ہے۔ خود رَو جھاڑیوں کی اوٹ میں سوکھے پتوں کی سرسراہٹ نگاہوں کو متوجہ کرتی ہے۔ ایک منحنی کمزور سا آدمی نظر آتا ہے۔ ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی سوکھی ٹہنیاں ہیں۔ لڑکھڑاتی سی چال کے ساتھ کچھ قدرتی طور پر اور کچھ ضرورتاً وہ آدمی جھکا جھکا سا چل رہا ہے۔

میں اپنے ساتھی سے کہتا ہوں اوہ! یہ تو شاہ جی ہیں۔ یہ تو سیّد منظور احمد صاحب عامل درویش ہیں ـــــ دل میں سوچتا ہوں۔ کتنا فرض شناس ہے یہ بھائی۔ اپنے آٹھ چھوٹے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے اس کمزور سے جسم کو کتنی ناقابلِ برداشت مشقت کا سامنا ہے۔ کتنا خود دار ہے یہ شخص! چڑیا جتنی کمزور سی جان لئے ـــــ اس شدید گرمی میں ـــــ اس ٹوٹی ہوئی سائیکل پر سوار ہو کر ـــــ قادیان سے سات میل کے فاصلہ پر ـــــ شیشم کی سوکھی چھوٹی چھوٹی ٹہنیوں کو جمع کر رہا ہے۔ وہ ٹہنیاں جنہیں ہوا کے تیز جھونکوں نے شاید اسی شخص کے لئے زمین پر گرایا تھا ـــــ دو وقت چولہا گرم کرنے کے لئے خدا جانے یہ شخص کتنے گھنٹے کی مشقت برداشت کرے گا پھر ان ٹہنیوں کا گٹھا سائیکل کے کیریر پہ باندھ کر گھر لوٹے گا ـــــ چھوٹے چھوٹے خوبصورت نقوش والے سانولے سلونے بچے اس کا استقبال کریں گے ـــــ صابر و شاکر بیوی خوش ہو گی۔ آنگن میں چولہا جلے گا۔ سات میل دُور سے لائی ہوئی ٹہنیاں ایندھن بنیں گی۔ اور معصوم لاڈلے بچے کھانے کے انتظار میں ماں کے گرد گھیرا ڈالیں گے!

نانِ شبینہ کے انتظار میں!!

دفتر جا رہا ہوں۔ راستے میں ایک تنگ سی گلی ہے۔ اس گلی میں وہی سائیکل دیوار کے سہارے کھڑی ہے۔ کیریر پر کچھ سبز چارہ ہے۔ کچھ بھوسہ ہے۔ کچھ خشک ٹہنیاں ہیں۔ شاہ جی سائیکل کے ہینڈل کا سہارا لئے کھڑے ہیں۔ چہرے پر ماندگی کے آثار ہیں۔ سائیکل کا سہارا لے کر کھڑا ہونا بتا رہا ہے کہ دُور کا سفر کر کے آئے ہیں۔ ان کے مکان کا دروازہ بالکل سامنے ہے۔ مگر ۶۰ فٹ کے فاصلہ پر۔ شاید اس لئے کھڑے ہیں کہ بچے دُور سے انہیں دیکھ لیں اور آ کر اُن کی ٹانگوں سے لپٹ جائیں ـــــ مگر شاید یہ بات نہیں۔ وہ تو شام کو گھر سے باہر گئے تھے ـــــ آٹھ بچوں اور بیوی کا پیٹ بھرنے کا فرض انہیں قادیان سے دُور کسی گاؤں میں لے گیا تھا۔ رات بھر وہ گندم کی گہائی مشین پر کرتے رہے آجر نے مزدوری میں گیہوں کی بالیاں دی ہیں۔ اسی سے شاید سبز چارہ مانگا ہے اور سوکھی ٹہنیاں اپنی جانی پہچانی نہر کے کنارے سے جمع کر کے لائے ہیں ـــــ گیہوں کی بالیوں کے آٹھ ننھے منے پیارے پیارے بچوں کے پیٹ منتظر ہیں۔ سبز چارے کے لئے دو تین کمزور سے مویشی منتظر ہیں۔ جنہیں شاہ جی نے شاید اس لئے پال رکھا ہے کہ بیٹی جوان ہو رہی ہے ان مویشیوں کی فروخت سے جہیز کا سامان تیار ہو گا ـــــ اور خشک ٹہنیوں سے چولہا جلے گا جو کل سے ٹھنڈا ہے۔!!

آہ ہمارے شاہ جی! آپ نے اپنی ساری درویشی کے ماہ و سال اسی تگ و دَو میں گزارے۔ قدرت کی فیاضی نے آپ کو اولاد کی نعمت سے نوازا اور آپ نے واقعی اس قرآنی ارشاد پر عمل کر دکھایا کہ کثرتِ اولاد سے غم نہ کرو۔ رزق آسمان سے آتا ہے۔ وہ رزق آیا تو آسمان سے ہی لیکن آپ نے جس ہمت اور جس قابلِ تقلید خود داری کے ساتھ اس رزق کو جمع کیا۔ وہ ہمارے لئے ایک قیمتی سبق اور مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی مومنانہ ہمّت اور جوانمردی نے خدا جانے کتنی ہی بار کتنے ہی گرانڈیل جوانوں کو شرمندہ کیا ہو گا۔

ہمارے یہ عزیز درویش بھائی تقسیم ملک سے قبل دیہاتی مبلغین کلاس میں تھے۔ کچھ عرصہ تک قادیان سے باہر بعض مقامات پر تبلیغ کا فرض بجا لاتے رہے اور پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں معلمی کا فرض ان کے سپرد ہوا۔ پرائمری جماعتوں کے استاد تھے۔ گزارہ کم ملتا تھا اسی لئے اپنی ہمّت کو بروئے کار لاتے تھے۔ کئی جگہ ٹیوشن کرنے سے کچھ یافت ہو جاتی تھی۔ یا پھر محنت مزدوری کر کے اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ بڑے غیور اور خود دار تھے۔ اور محنت کو اپنے لئے عار نہ سمجھتے تھے۔ بہت شریف خود دار اور خاموش طبع انسان تھے۔

زندگی کے درجنوں سالوں ہی کی طرح وہ ایک درخت کی جڑیں ایندھن کے لئے کاٹ رہے تھے۔ کلہاڑی کا اوچھا وار لکڑی کی بجائے پیر پر پڑا۔ اور کاری زخم آیا۔ جسے انہوں نے معمولی زخم سمجھ کر اہمیت نہ دی۔ زخم بڑھ گیا۔ اور اس میں زہر پھیل گیا۔ جب چلنے پھرنے کی سکت نہ رہی تو علاج پر توجہ کی لیکن [illegible] ان کی توجہ کا انتظار کر کے گزر چکا تھا۔ ٹیٹنس کا ٹیکہ کیا گیا۔ مگر اب ٹیٹنس ٹیکے کے بس کی بات نہ تھی۔ امرتسر وی جے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ علاج ہوتا رہا۔ لیکن علاج تو مرض کا ہوتا ہے موت کا علاج ڈاکٹروں کے پاس نہ تھا تقدیر شاہ جی کو کشاں کشاں عدم کی طرف لئے جا رہی تھی اور آخر مورخہ ۷ اپریل ۱۹۷۶ء کو وہ وقت آ ہی گیا۔ اور شاہ جی موت کی آغوش میں چلے گئے۔ یہاں قادیان میں کسی کو معلوم نہ تھا۔ جب اچانک امرتسر سے نعش یہاں پہنچی تو ہر لب پہ آہ تھی۔ اور اناللہ وانا الیہ راجعون ہ دفتر یا مسجد جاتے ان کا مکان میرے راستے میں ہے۔ کاش! ایسا نہ ہوتا ـــــ معصوم خوبصورت ننھے منے بھولے بھالے بچوں کے چہروں کی اداسیاں دل میں ٹیس پیدا کرتی ہیں۔ ان کے سر ابد تک اس شفقت بھرے ہاتھ کے منتظر رہیں گے۔ جو باپ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔ اور وہ غمزدہ بیوہ کسے اپنا دکھ سنائے جس کے کمزور کندھوں پر آٹھ کمسن بچوں کی پرورش کا بار آن پڑا ہے اور جسے جوان عمر بیوگی نے غموں کی طویل شبِ تار کے حوالہ کر دیا ہے اے خدا تو خود ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں دفن ہوئے۔

بنگلہ دیش کے سالانہ جلسہ کی روئداد

(بقیہ صفحہ ۹)

آپ کے بعد خاکسار نے سیرت حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے موضوع پر تقریر کی۔ آخری تقریر "فضائل قرآن مجید" کے موضوع پر محترم مولانا محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش نے فرمائی۔ جو بفضلہ تعالےٰ بہت مدلل و موثر تھی۔ آپ نے اپنے اختتامی خطاب میں بہت ہی قیمتی و زرّیں نصائح فرمائیں۔ بعدہٗ سوز و گداز سے بھری ہوئی اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ سہ روزہ سالانہ جلسہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان کے تحت کامیابی و کامرانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے ایام میں باقاعدگی کے ساتھ روزانہ تہجد کی نماز باجماعت ہوتی رہی اور بعد نماز فجر قرآن شریف کا درس دیا گیا۔ اور بعد درسِ قرآن مجید محترم امیر صاحب نے جماعتی اہم امور خصوصاً رشتہ و ناطہ کے مسئلہ کی شدید اہمیت اور بنگالی سطح پر اس کے حل کے بارہ میں پُر زور روشنی ڈالی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس کے خوشکن نتائج بھی نکلنے لگے ہیں۔ جلسہ کے دنوں میں ہی بفضلہ تعالےٰ چار نکاحوں کا اعلان کیا گیا۔ اور اس سلسلہ میں مزید جدّ و جہد اور مؤثر کاروائیاں عمل میں آ رہی ہیں

بالآخر احباب جماعت کی خدمت میں نہایت درد مندانہ درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام و احمدیت کے نور سے اس سارے خطۂ ارض کو جلد از جلد منوّر فرمائے اور جماعت کو خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

درخواستِ دُعا

عزیزم محترم سیٹھ محمد عبدالصمد صاحب یادگیر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اولادِ نرینہ سے نوازا ہے۔ یہ بچہ جو کئی سالوں کی دُعاؤں کا ثمرہ ہے حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب رضی اللہ عنہ یادگیر کا پڑپوتا ہے اور سیٹھ محمد عبدالحی صاحب یادگیری مرحوم کا پوتا ہے حیدرآباد سے مکرم سیٹھ محمد عبدالصمد صاحب کا خط آیا ہے کہ نومولود کی طبیعت پیٹ کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب کرام سے اس بچے کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار فیض احمد گجراتی قادیان

حضرت سیّد وزارت حسین صاحب اورینی کی وفات پر

صدر انجمن احمدیّہ قادیان کا تعزیتی ریزولیشن

رپورٹ ناظر صاحب اعلیٰ کہ حضرت مولوی سیّد وزارت حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساکن اورین ضلع مونگھیر بہار یکم مئی ۷۵ء کو وفات پا گئے ہیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ مرحوم سیّد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف عطا فرمایا تھا۔ بیعت کے بعد اُن کو اپنے علاقہ میں شدید مخالفت کا سامنا ہوا جس کا مقابلہ انہوں نے نہایت جراُتِ ایمانی کے ساتھ کیا۔ اور ساتھ ہی صوبہ بہار میں تبلیغِ احمدیت کا کام خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ جس کے نتیجہ میں اس صوبہ کے سینکڑوں افراد کو حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ مرحوم اپنے خاندانی وقار کے علاوہ اپنے علم و عمل کے لحاظ سے بھی بہت بلند قامت تھے۔ وہ ۱۹۵۹ء سے تاحیات صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر بھی رہے۔ اور صوبہ بہار کے پراونشل امیر بھی رہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی خود نوشت سوانح میں پٹنہ کیس میں (جو جماعتِ احمدیہ کے خلاف ہائی کورٹ میں دائر تھا اور جماعت کے حق میں فیصلہ ہوا تھا) سیّد صاحب مرحوم کی طرف سے بہترین تعاون کا ذکر فرمایا ہے۔ مرحوم کو اللہ تعالےٰ نے جہاں دینی دنیوی نعمتوں سے نوازا اور محترم سیّد اختر احمد صاحب اورینوی صدر شعبہ اُردو پٹنہ یونیورسٹی اور محترم سیّد فضل احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر نیشنل پولیس اکیڈمی حیدر آباد جیسے قابل فرزند عطا فرمائے۔ مرحوم کی ساری اولاد خدا کے فضل سے سلسلہ کی خادم ہے۔ جو مرحوم کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ مرحوم کی وفات ایک جماعتی حادثہ ہے۔ یہ معاملہ صدر انجمن احمدیّہ میں پیش کر کے تعزیتی ریزولیوشن پاس کیا جائے۔

پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ رپورٹ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ منظور ہے۔ اس ریزولیوشن کی نقول سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور احمدیہ پریس کے علاوہ مرحوم کی بیگم محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ۔ محترم سیّد اختر احمد صاحب اورینوی۔ محترم سیّد فضل احمد صاحب۔ مکرم سیّد منور احمد صاحب۔ مکرم سیّد مبشر احمد صاحب۔ مکرم سیّد انور احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر سیّد منصور احمد صاحب اور محترمہ سیّدہ رقیہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں بھجوا دی جائیں۔

(ریز ولیشن ۱۱۳ / ۷۵-۵-۴)

میرا دین ـــــ بقیہ صفحہ ۶ سے آگے

دل وجاں در رہِ آں دلستان خود فدا کردیم
اگر جانہا ز ما خواہد بصد دل آرزومندیم

ہر وقت تیّار

جان اور مال، عزت اور آبرو، اولاد اور عزیز دوست اور متعلّقین یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں۔ اور اس کی امانت ہیں۔ مومن ان سب کا امین ہے۔ اللہ تعالیٰ جب بھی ان امانتوں میں سے کوئی یا ساری طلب کرے تو مومن کی یہ شان نہیں کہ اس کو امانت کے ادا کرنے میں کسی قسم کا تامّل ہو۔ اس نے خود ہمیں اس ادائیگی پر ہر وقت تیار رہنے کا بہت پہلے سے حکم دے رکھا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

(سورۃ بقرہ آیت ۱۵۶ تا ۱۵۸)

●

بشکریہ "اخبار احمدیہ" لندن۔ مارچ ۷۵ء

درخواستِ دُعا: میرا بیٹا عزیز عبد الرشید بدر ایم بی بی ایس کے دوسرے پرافیشنل امتحان میں شریک ہو رہا ہے جو ۹ رمئی سے شروع ہے۔ احباب سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد حفیظ بقاپوری

نیا مالی سال مُبارک ہو!

یکم مئی ۱۹۷۵ء سے ہمارا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ نظارت ہذا جماعت کے تمام افراد کی خدمت میں مُبارکباد پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس نئے مالی سال میں ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے اور اشاعتِ اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شُکریّہ

اس کے ساتھ ہی نظارت ہذا ان تمام جماعتوں کی خدمت میں شکریہ پیش کرتی ہے جنہوں نے گزرنے والے مالی سال میں پُرخلوص طور پر مالی قربانی کرتے ہوئے نظارت ہذا کے ساتھ پُورا تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

فتنے اور صدقات۔ لازم و ملزوم ..... بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

ہو جائے گا .... ابتلاؤں کا آنا بھی ضرور ہے .... وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور اُن پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی، قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دُنیا اُن سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت کے ہر فرد کو دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی اشاعت کے لئے قربانیاں دینے کی توفیق ہمیشہ دیتا رہے۔ اور ہمیں صبر، دُعا اور استقامت کے ساتھ ان آزمائشوں میں سے گزرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین۔ (ف۔ا۔گ)

دانشور کون ہے؟ .... بقیہ صفحہ (۸)

و آمدِ ثانی کے عقیدہ کو بڑی شد و مد سے پیش کر کے ایک طرف تمسخرانہ انداز میں احمدیت کی مخالفت شروع کی۔ تو دوسری طرف مایوس عوام کے دلوں کو ڈھارس دینا شروع کی کہ مسیح نازل ہونے والا ہے۔ مگر افسوس یہ معاندِ احمدیت ابھی ۱۲/۱۳ اپریل ۷۵ء کی درمیانی شب کو پونا میں ایک مشاعرہ میں اپنا کلام سنانے کے بعد حضرت مسیح ناصری کے نزول اور احمدیت کو مٹانے کی حسرت دل ہی دل میں لے کر دُنیا سے آناً فاناً ناکام و نامراد رخصت ہو گیا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسیح محمدی علیہ السّلام کا یہ کاروانِ احمدیت اپنی منزل یعنی کسرِ صلیب اور غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ کی طرف رواں دواں ہے اور رہے گا۔ انشاء اللہ۔ کیونکہ یہ خدائی تقدیر و مشیت ہے۔

فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ رَھنمائے تلنگانہ حیدرآباد

ہفت روزہ رَھنمائے تلنگانہ حیدرآباد کے ایڈیٹر جناب یوسف ندیم صاحب ہیں۔ مقام اشاعت 74 - E سرورج نگر۔ یوسف گوڑہ۔ حیدرآباد 45 آندھرا۔ چندہ سالانہ بارہ روپے ہے۔
جناب یوسف ندیم صاحب مخالف حالات میں بھی احمدیت کے حق میں بڑی جرأت سے آواز اٹھاتے ہیں۔ جماعتوں سے اور احباب سے درخواست ہے کہ اس کے خریدار بنیں۔ حلقۂ احباب میں بھی تبلیغی لحاظ سے مفید ہے۔ احباب اس کی اشاعت کو وسیع کرنے میں تعاون فرمائیں۔ ہفت روزہ رہنمائے تلنگانہ کے مدیر جناب یوسف ندیم صاحب کی حق گوئی پر جماعتِ احمدیہ حیدرآباد ان کی ممنون و مشکور ہے اور جزائے خیر کے لئے بارگاہِ ربّ العزت میں دُعاگو۔

سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد

ضروری اعلان برائے امتحان لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت

تمام لجنات و ناصرات بھارت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امتحان ۱۹۷۵ء کا نصاب لجنہ و ناصرات ہر لجنہ کو بھجوا دیا گیا ہے۔ اگر کسی لجنہ کو نہ ملا ہو تو فوری اطلاع دیں۔ تاکہ دوبارہ بھجوا دیا جائے۔
ناصرات الاحمدیہ کا امتحان ۲۷ جولائی ۷۵ء بروز اتوار اور لجنہ کا امتحان ۳۱ اگست ۷۵ء بروز اتوار ہوگا۔ ہر لجنہ زیادہ سے زیادہ ممبرات کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ اور امتحان دینے والی بہنوں کی تعداد سے اطلاع دیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدہ داران جماعت کا فرض

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جس کی ادائیگی کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکیدی ارشاد فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے اکثر دوست قرآن کریم کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں۔ اور بغیر کسی تحریک کے اپنی اس اہم ذمہ داری کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر بخشے۔
لیکن نظارت ہذا کی معلومات کے مطابق بعض احباب ایسے بھی ہیں جن پر زکوٰۃ تو واجب ہوتی ہے لیکن مسائلِ زکوٰۃ سے عدمِ واقفیت کے باعث یا اپنی غفلت کی وجہ سے اُن کی طرف سے زکوٰۃ وصول نہیں ہو رہی ہے۔ لہٰذا عہدہ دارانِ جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر صاحبِ حیثیت افراد کا جائزہ لیں۔ اور زکوٰۃ واجب ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرنے والے دوستوں سے وصولی کا انتظام کر کے ممنون فرمائیں۔
مسائلِ زکوٰۃ سے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے ایک رسالہ چھپوا کر تمام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اگر کسی جماعت یا دوست کو ضرورت ہو تو کارڈ آنے پر رسالہ مفت ارسال کر دیا جائے گا۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

درویش فنڈ میں احباب کی قابلِ قدر قربانی

یہ امر بہت مسرت کا موجب ہے کہ خدا کے فضل سے احباب جماعت کی اکثریت اپنے درویش بھائیوں سے دلی محبت کا اظہار اپنی حیثیت کے مطابق درویش فنڈ بھجوا کر کرتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام بھائیوں اور بہنوں کو اپنی وافر نعمتوں سے نوازے۔ اور اُن کے اس مخلصانہ جذبہ کو قائم رکھے۔ اور وہ ہمیشہ اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس قسم کی طوعی تحریکوں میں بیش از بیش حصہ لیتے رہیں۔ بعض مخلصین ابھی تک اپنے گزشتہ سال کے وعدہ کو پورا نہیں کر سکے۔ اُن سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کی رقوم جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں۔
اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب بھائیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

احمدیہ سالانہ کانفرنس اُتر پردیش

۲۴، ۲۵ مئی ۱۹۷۵ء کی تاریخوں میں مظفر نگر میں منعقد ہوگی!

جماعت ہائے احمدیہ اُتر پردیش (یو۔پی) کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ احمدیہ کانفرنس اپنی روایتی شان کے ساتھ ۲۴، ۲۵ مئی ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ۔ اتوار منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں علمائے کرام روحانی و علمی موضوعات پر تقاریر فرمائیں گے۔
تمام جماعتوں کے دوستوں سے استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر استفادہ کریں۔ اور کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔ مظفر نگر کے مشن کا پتہ یہ ہے:-

مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ جماعتِ احمدیہ ۶۸ ثروت گیٹ
مظفر نگر (یو۔پی) پن: 251001

خاکسار: حمید اللہ خاں
سیکرٹری برائے صوبائی کانفرنس۔ احسان منزل
انصاریاں سٹریٹ۔ سہارنپور (یو۔پی)

پاکستان بھیجے جانے والے خطوط پر نئی شرحِ ڈاک

مکرم صدر صاحبان اور سیکرٹریان اور احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ جملہ احبابِ جماعت کو کسی اجتماع وغیرہ کے موقع پر مطلع فرما دیں کہ پاکستان میں جو ڈاک ارسال کی جاتی ہے مثلاً حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دُعائیہ خطوط و ناظر صاحب خدمتِ درویشان کی خدمت میں جو خطوط اور چٹھیاں تحریر کی جاتی ہیں ان پر شرح کے مطابق پورے ٹکٹ نہیں لگائے جاتے۔ چنانچہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث میں صرف ایک دن کی ڈاک میں ۳۰/- روپے کی بیرنگ چٹھیاں و خطوط موصول ہوئے ہیں جو بہت ہی افسوسناک امر ہے۔ اور اسی طرح نظارت خدمتِ درویشان میں بھی کافی بیرنگ چٹھیاں موصول ہوتی ہیں۔ لہٰذا پاکستان کی نئی شرح ڈاک مندرجہ ذیل ہے۔ تمام احباب جو پاکستان میں چٹھیاں اور خطوط تحریر فرماویں وہ اس کی اچھی طرح تسلی کر لیا کریں کہ جو چٹھی یا خط ارسال کیا جا رہا ہے اس پر شرح کے مطابق پورے ٹکٹ چسپاں ہیں۔ امید ہے کہ جملہ احباب اس کی پوری پوری پابندی کریں گے۔

پوسٹ کارڈ	اسی پیسے	(80-0 پیسے)
لفافہ	ایک روپیہ بیس پیسے	(20-1 روپیہ)

ناظرِ اعلیٰ قادیان

درخواستِ دُعا: مکرم عبدالخالق صاحب نائک آسنور (کشمیر) سے اپنی صحت اور اپنے اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا کرتے ہیں۔ احبابِ جماعت ان کے لئے دُعا کریں۔ (امیر جماعت احمدیہ قادیان)

۱۹۷۴-۷۵ء میں بجٹ کے مطابق سو فیصدی ادائیگی

کرنے والی جماعتوں کی فہرست مرتب کی جا رہی ہے جو انشاء اللہ بدر کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کی جائے گی۔

ناظر بیت المال آمد قادیان